# بیعت

## حقیقت - اقسام - احکام

تالیف

**حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن قاسمی صاحب دامت برکاتہم**

صاحبزادہ وجانشین سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ


بہ اہتمام

حافظ مولوی فضل الرحمٰن محمود

19-4-281/A/39/1، صالحین کالونی، نواب صاحب کنٹہ، حیدرآباد-۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# بیعت؟

## حقیقت؟ اقسام؟ احکام

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صاحبزادہ وجانشین

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

حافظ مولوی فضل رحمٰن محمود

19-4-281/A/39/1، صالحین کالونی، نواب صاحب کنٹہ، حیدرآباد۔۵۳

# ﴿ تفصیلاتِ کتاب ﴾


نام کتاب : **بیعت** ؟ حقیقت ؟ اقسام ؟ احکام ؟

مؤلف : حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن قاسمی صاحب دامت برکاتہم

صاحبزادہ وجانشین

عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

سن اشاعت : ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء

تعداد : ایک ہزار

کتابت : شکیل کمپوزنگ سنٹر

روبرو فائر اسٹیشن، سیلر، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد-۳۶

فون: 9391110835, 9346338145

طباعت : عائش آفسیٹ پرنٹرس

روبرو فائر اسٹیشن، سیلر، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد-۳۶

فون: 9391110835, 9346338145

قیمت : **-/20** روپئے

بہ اہتمام

حافظ مولوی فضل رحمٰن محمود

19-4-281/A/39/1، صالحین کالونی، نواب صاحب کنٹہ، حیدرآباد-۵۳

# اِنتساب

قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، کمال اللّٰہی اور دیگر
تحقیقی سلسلوں اور ان کے روحانی تاجداروں کے نام......

جن کو ذریعہ بنا کر اللہ نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے
معارفِ قرآنی اور علوم احسانی نصیب فرمائے۔

**محمد کمال الرحمٰن قاسمی**

صاحبزادہ و جانشین

عارف باللہ حضرت **شاہ صوفی غلام محمد** رحمۃ اللہ علیہ

# فہرست مضامین


| سلسلہ نمبر | عناوین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | انتساب | ۳ |
| ۲ | پیش لفظ | ۶ |
| ۳ | بیعت کا لفظی اور عرفی مفہوم | ۸ |
| ۴ | بیعت بہ انطباق مثال | ۹ |
| ۵ | بیعت کی مختلف تعبیرات | ۹ |
| ۶ | بیعت ضروری ہے یا اصلاح نفس؟ | ۱۰ |
| ۷ | آیتِ بیعت اور اس کی تفصیل | ۱۲ |
| ۸ | وضاحت آیت بیعت | ۱۲ |
| ۹ | مردوں کی بیعت میں اجمال اور عورتوں کی بیعت میں تفصیل | ۱۵ |
| ۱۰ | عورتوں کی بیعت | ۱۶ |
| ۱۱ | آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصارِ مدینہ سے بیعت لی | ۱۶ |
| ۱۲ | بیعت اور اس کے ثمرات | ۱۷ |
| ۱۳ | بیعت شجرہ اور بیعتِ رضوان کی وجہ تسمیہ | ۱۸ |
| ۱۴ | بیعت اور اس کی برکات | ۱۹ |
| ۱۵ | حضرتؒ نے اپنی بیعت کے بارے میں اس طرح لکھا | ۲۰ |
| ۱۶ | نوجوان کو اہل اللہ کی تلاش ہے | ۲۱ |
| ۱۷ | مقصدِ بیعت | ۲۳ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۸ | بیعت اور اس کی جزاء/ اقسامِ بیعت | ۲۴ |
| ۱۹ | بیعت کو پورا کرنے کا مفہوم/ عہد شکنی کا مفہوم/ بیعت کی اقسام ثلثہ | ۲۵ |
| ۲۰ | بیعت کی ایک مشہور حدیث/ عرفاً بیعت کا مفہوم | ۲۶ |
| ۲۱ | دو استدلال/ بیعت اور مزاج کی مناسبت | ۲۷ |
| ۲۲ | ارشاد والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ۔ شادی کا ہنگامہ: بیعت کی کشمکش | ۲۸ |
| ۲۳ | چند جزئیات بیعت کے بارے میں | ۳۰ |
| ۲۴ | چھوٹے بچوں کو بیعت کرانا/ کئی کئی مرشدوں سے بیعت ہونا | ۳۱ |
| ۲۵ | قادری، چشتی، کمال اللہی سلسلے اور ان کے علمی اشارات | ۳۲ |
| ۲۶ | ہدایات و معمولات برائے مریدین و معتقدین | ۳۵ |
| ۲۷ | بیعت کرنے کا طریقہ | ۳۷ |
| ۲۸ | طریقہ بیعت اور دعا | ۳۸ |
| ۲۹ | تحدیث نعمت | ۴۰ |

# پیش لفظ

بیعت کیا ہے؟ اس کی کچھ حقیقت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو فقہی اعتبار سے کیا فرض و واجب ہے۔ اگر فرض و واجب ہے تو عمومی طور سے اس بارے میں بے اعتنائی کیوں ہے۔ اگر فرض و واجب نہیں ہے تو تمام بزرگانِ دین، اولیاء اللہ اور لاکھوں انسانوں نے اسے اختیار کرنے کی ضرورت اور اس کی اہمیت کیوں ظاہر کی؟

کیا بیعت کتاب وسنت سے ثابت ہے؟ کیا اس کی بھی اقسام واحکام ہیں؟ یہی چند باتیں ہیں جنھیں پیش نظر رکھ کر قرآنی آیات، احادیث و روایات اور معتبر حکایات اور محققین کے ارشادات کو اختصار و جامعیت کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل<br>
نسیمِ صبح تیری مہربانی

جو کچھ تحریراً موجود ہے وہ جہاں سے مستفاد ہے اس کا حوالہ مذکور ہے۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ سلوک کی تعریف، موضوع، غرض و غایت اور پیر .مرید کے حدود و آداب، مقاصدِ احوال، مقامات، معارف اور ان جیسے مضامین سے قصداً صرفِ نظر کر کے صرف بیعت والے عنوان پر چند اہم باتیں سپرد قلم کی جارہی ہیں۔

بیعت وارادت کی ضرورت وحقیقت میں بہت افراط وتفریط سے کام لیا گیا ہے۔ ایک طرف اس کو سرے سے بعض حضرات نے بدعت سمجھ رکھا ہے اور دوسری

طرف بیعت وارادت کو صرف ایک رسم بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ حالانکہ شیخ کی طرف سے تلقین کا وعدہ اور مرید کی طرف سے اتباع کا عہد، یہی پیری مریدی اور بیعت کی حقیقت ہے۔

بہرحال چند باتیں درباب بیعت سپردِ قلم کی جارہی ہیں، اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور دین کی خدمت لے لے۔

محمد کمال الرحمٰن قاسمی

صاحبزادہ وجانشین

عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ

## بیعت کا مفہوم

ایک صاحب آئے اور کہنے لگے بیعت کر لیجئے، میں نے انکار کیا۔ کہنے لگے بیعت کے معنی بیچنے کے ہیں، میں اپنے آپ کو بیچ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا جب کوئی چیز بیچنی ہوتی ہے تو یہ بھی تو ضروری ہے کہ خریدنے والے کو وہ پسند ہو جائے۔ مجھے یہ مال پسند نہیں میں یہ مال خریدنا نہیں چاہتا اور یہ بات جو اُنھوں نے کہی وہ علی الاطلاق صحیح بھی نہیں۔ بیعت کے معنی اگر بیچنے کے ہی کے لئے جاویں تب بھی کیا جسم و جان بیچنا مراد ہے؟ نہیں بلکہ اپنی مرضی اور پسند کو بیچنا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کامل مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی خواہش کو میری شریعت کے تابع نہ کردے۔ بیعت سے نفع کی چار شرائط ہیں۔

چار شرطیں لازمی ہیں استفادہ کے لئے

اتباع و اطلاع و اعتقاد و انقیاد

دیکھئے جس کسی کو ڈاکٹر سے علاج کرنا پڑتا ہے تو اس کے پاس جاتا ہے جس سے اس کو اعتقاد ہو گیا۔ اس نے کہا جانچ کراؤ خون وغیرہ کا تو اب اس کو مانتا ہے اور کراتا ہے۔ یہ انقیاد ہے جب رپورٹ آگئی تو وہ دوا تجویز کرتا ہے تو اب یہ مجوزہ دوا کو کھاتا ہے۔ یہ اتباع ہے۔ پھر کھاتا رہتا ہے اور صورتحال کی اطلاع بھی دیتا رہتا ہے۔

بس جس طرح یہ چار چیزیں علاج جسمانی کیلئے ناگزیر ہیں اور آدمی اس پر عمل بھی کرتا ہے روحانی اصلاح کیلئے بھی انھیں چار چیزوں کی ضرورت ہے۔ بس جس طرح ان میں ایک پر بھی عمل نہ کرے تو صحت جسمانی مشکل ہے اسی طرح روحانی صحت بھی ان کے بغیر عادۃً محال ہے۔

(مستفاد از مواعظ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

## مثال اور انطباق

اگر ایک نابینا کسی جگہ پہنچنا چاہتا ہے تو اول اس کو خود چلنے کی ضرورت ہے۔ اگر نہیں چلے ہزار رفیق و رہبر ملنے پر بھی راستہ قطع نہیں ہوگا البتہ چلنے کے بعد رہبر کی ضرورت ہے کیونکہ اگر رہبر نہ ملے تو نابینا راستہ میں ضرور کسی جگہ ٹھوکر کھا کر گرے گا۔ بے خطر منزل پر پہنچنے کی صورت یہی ہیکہ اپنے پیروں پر چلے اور رہبر کا ہاتھ پکڑ لے۔ بالکل ویسی ہی حالت اس راستے کی بھی ہے کہ وہ ارادہ کرنا اور کام شروع کر دینا اپنے پاؤں چلنا ہے اور کسی بزرگ کا دامن پکڑ لینا رہبر کا ہاتھ پکڑ لینا ہے۔ الغرض عادۃ اللہ یونہی جاری ہے کہ کوئی کمال بدون استاد کے حاصل نہیں ہوتا تو جب راہِ طریقت میں آنے کی توفیق ہو استادِ طریق کو ضرور تلاش کر لینا چاہئے۔ جس کے فیض تعلیم و تربیت و برکت صحبت سے مقصودِ حقیقی تک پہونچے۔ (شریعت وطریقت)

اور تعلیم بغیر بیعت متعارفہ مشہورہ بھی ممکن ہے لیکن خاص طور پر بیعت کرنے میں طبعًا یہ خاصہ ہے کہ شیخ کو توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور مرید کو پاس فرمانبرداری زیادہ ہو جاتا ہے اور شیخ کی تعیین اور وحدۃ میں بھی یہی حکمت ہے باقی ہاتھ میں ہاتھ لینا یا عورت کو کوئی کپڑا وغیرہ پکڑا دینا یہ محض ایک معاہدہ کی تاکید کیلئے ایک عادت صالحہ مستحسنہ ہے۔ ورنہ نہ مقصود ہے نہ مقصود کا موقوف علیہ ہے۔ مگر بہ ایں ہمہ۔

نہ بغیر چلے کام چلتا ہے
نہ بغیر رفیق سیدھا راستہ ملتا ہے

## مفہوم بیعت کی مختلف تعبیرات

(۱) شریعت مطہرہ پر عمل آوری میں راہ کی رکاوٹوں اور نفسانی و شیطانی مکر وفریب سے بچنے کا جب ارادہ ہوتا ہے تو اپنے کو کسی مرد کامل اور شیخ طریقت کے سپرد کر دینا ''بیعت'' کہلاتا ہے۔

(۲) ''بیعت'' شریعت کے احکام پر عمل کرنے کا ایک مضبوط عہد ہے۔

(۳) بیعت عہد الست کی تجدید ہے۔

(۴) بیعت گناہوں سے توبہ کا عزم صمیم اور نیکیوں کو اختیار کرنے کا ایک پختہ ارادہ ہے جس کے لئے کسی مرد کامل کو اپنا گواہ بنانا ہے۔

(۵) راستہ سے ایک ناواقف کار کا واقف کار کے پیچھے چلنا ہی سلامتی اور سکون کا موجب ہوتا ہے۔ چونکہ شیخ راستہ کے نشیب و فراز سے واقف اور راہ کی اُلجھنوں سے گزرا ہوا ہوتا ہے اس لئے اس کی رہبری سالک کے واسطے صرف ایک نعمت ہی نہیں بلکہ شدید ضرورت بھی ہے۔

(٦) جس طرح مریض کا ڈاکٹر سے رجوع ہونا بے حد ضروری ہے اسی طرح مرید کا شیخ طریق سے رجوع کرنا بھی ضروری ہے تاکہ موانع سلوک سے حفاظت اور شیخ کی بروقت رہبری اسے نفس و شیطان کی آفات سے بچائے۔

## بات حضرت تھانویؒ کی:

اتنی بات تو بداہتہ بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ بڑھئی کے پاس بیٹھے بغیر کوئی بڑھئی نہیں بن سکتا۔ بسولہ بھی بطور خود ہاتھ میں لیکر اُٹھائے گا تو وہ بھی قاعدے سے اُٹھایا نہ جائے گا اور دوسری تمثیل یہ ہے کہ بلا درزی کے پاس بیٹھے سوئی پکڑنے کا انداز بھی نہیں آتا۔

اور بلا خوشنویس کے پاس بیٹھے قلم کے گرفت و کشش دیکھے ہرگز کوئی خوشنویس نہیں ہوسکتا اسی طرح تجربات، مشاہدات اور علم الحقائق کی روشنی میں یہ بات طے ہے کہ بغیر کاملین کی صحبت کے کوئی کامل نہیں ہوسکتا۔

## بیعت ضروری ہے یا اصلاحِ نفس؟

کتابوں میں کہیں بیعت کو اہم کہا ہے اور کہیں اصلاح کو اہم بتلایا ہے۔ اصل چیز اصلاحِ نفس ہے۔ اہل اللہ نے اس کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ دو قسمیں ہیں۔

(۱) بیعت صوری (۲) بیعت حقیقی۔ بیعت صوری یہ ہے کہ کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر توبہ کر لی جائے اور حقیقی و اصلی بیعت اطلاع و انقیاد و اتباع ہدایات ہے۔ یہی دوسری قسم ضروری ہے۔ پہلی ضروری نہیں مگر ظاہر پسند ہیں۔ مثلاً کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکے ہیں، اصلاح چل رہی ہے اب ان کا انتقال ہو گیا تو دوسرے سے تجدید بیعت ضروری سمجھتے ہیں۔ تعجب ہوتا ہے اکابر سے بیعت ہوتے ہیں پھر بھی بیعت کی درخواست کرتے ہیں۔ حالانکہ تجدید ضروری نہیں علاج جاری رہنا چاہئے۔ کام چلتا رہتا ہے۔ یہ ضروری ہے اور اس غلط فہمی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے لوگ بیعت تو بہت شوق و اہتمام سے ہوتے ہیں مگر اس کے بعد نہ اطلاع حال نہ اتباع۔ برس دو برس کے بعد ملتے ہیں تو پوچھنا پڑتا ہے کہ کون؟ تو بتلاتے ہیں کہ میں آپ کا مرید ہوں۔ فلاں وقت بیعت ہوا تھا یہ کیا طریقہ ہے؟ اس سے کیا فائدہ؟ اصل طریقہ یہ ہے کہ مکاتبت اصلاحی کا آغاز کر دیں۔ کبھی موقع ہو تو بیعت کی درخواست کر لیں سلسلہ میں داخل ہونے کی برکات ضرور ہیں مگر بیعت کا موقوف علیہ نہیں ہے۔

میرے ایک استاذ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب قریشیؒ خلیفہ حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر دنیا میں کون ہو سکتا ہے اس کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی تھی۔ اس کی غرض یہی سمجھ میں آتی ہے کہ کیفیاتِ ایمان اور حالِ ایمان جو سینہ مبارک سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سینوں میں منتقل ہوا اس سے انتقال فیض ایمانی کا سلسلہ تا قیامت جاری ہو جائے اور لوگ خاص طور پر متوجہ ہو کر اپنے سینوں میں حال ایمانی لانے اور منتقل کرنے کی جستجو کیا کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین تک تو اس انتقال حال ایمانی میں خاص محنت کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ بسا اوقات زندگی بھر میں صرف ایک دو دفعہ ملاقات ہونا ہی انتقال حالِ ایمانی کے لئے کافی ہو جاتا رہا ہے۔ جیسے مقناطیس لوہے

کو فوراً اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، اسی طرح ان حضرات کے قلوب حال ایمان کو اپنے اندر کھینچ لیتے تھے۔ لیکن اس کے بعد خاص طور سے اس بیعت کے ذریعہ حال ایمان کو منتقل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اللہ نے اس کا بھی انتظام فرما دیا اور اس اُمت میں انتقال حال کے چار بڑے امام پیدا فرمائے۔ جن کی طرف قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی سلسلوں کی نسبت کی جاتی ہے۔ حق تعالیٰ محض اپنے فضل سے اولیاء اللہ سے صحیح اور کامل استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

## آیت بیعت اور اس کی تفصیل

**یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ.**

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) جب آئیں آپ کے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں اور طوفان نہ لائیں، باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور تیری نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو آپ اس کو بیعت کر لیجئے اور معافی مانگئے ان کے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

## وضاحت آیت بیعت

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہو کر مشرف بہ اسلام ہونے لگے تو مکہ کی عورتیں بیعت کیلئے حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عورتوں کی بیعت لینے پر مقرر فرمایا اور جن باتوں کا آیت سورہ ممتحنہ میں ذکر ہے ان پر عمل کرنے کا ان سے پختہ وعدہ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

عورتوں سے کئی بار بیعت لی لیکن کسی عورت سے مصافحہ نہیں فرمایا۔ کبھی تو زبانی ان اُمور کی پابندی کا وعدہ لیا کبھی پانی سے بھرے ہوئے پیالے میں اپنا دست مبارک ڈالا۔ اس کے بعد بیعت ہونے والی عورتوں کو اپنا ہاتھ رکھنے کا حکم دیا۔ کبھی کپڑا دست مبارک میں لے کر عورتوں سے بیعت لی۔ جن اُمور پر بیعت لی گئی ان میں سرفہرست یہ ہیں۔ (۱) وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی (۲) چوری نہیں کریں گی (۳) بدکاری نہیں کریں گی (۴) اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ کیونکہ عرب معاشرہ میں اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دینا وجہ عزت وفخر تھا۔ نیز لوگ بھوک سے تنگ آ کر بھی اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے۔ اسی میں اسقاط حمل بھی داخل ہے۔ جب اس میں جان پڑ چکی ہو تو جائز اور ناجائز حمل کے اسقاط کا ایک ہی حکم ہے۔ (۵) عورتیں اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے آگے کوئی الزام اور بہتان تراشی نہ کریں۔ (اس کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں۔ کسی کے نوزائدہ بچے کو اچک کر اپنی گود میں ڈال لینا اور پھر یہ دعویٰ کرنا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ اسی طرح بدکاری سے جو حمل قرار پائے اسے اپنے خاوند کی طرف منسوب کر دینا نیز کسی دوسری عورت پر بدفعلی کا الزام لگانا۔ یہ تمام صورتیں اسی آیت میں داخل ہیں اور اسلام نے ان تمام مذموم حرکتوں سے باز رہنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔) (٦) جن اُمور کی پابندی کا ان سے وعدہ لیا جا رہا ہے کہ ہر نیک کام جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں گے وہ اس کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ (ضیاء القرآن)

اس آیت میں مسلمان اور مومن عورتوں سے ایک تفصیلی بیعت لینے کا حکم ہے جس میں ایمان وعقائد کے ساتھ احکام شرعیہ کی پابندی کا بھی معاہدہ ہے۔ سابقہ آیات جن کے سیاق وسباق میں یہ آیت بیعت آئی ہے وہ اگرچہ ان مہاجرات کے ایمان کا امتحان کرنے کے سلسلہ میں ہے اور یہ بیعت ان کے ایمان کے امتحان کی تکمیل ہے لیکن آیت کے الفاظ عام ہیں نومسلم مہاجرات کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ

سب مسلمان عورتوں کے لئے عام ہیں اور واقعہ بھی اسی طرح پیش آیا کہ بیعت مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والی صرف نومسلم مہاجرات ہی نہیں بلکہ دوسری قدیم عورتیں بھی شریک تھیں اور حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے چند دوسری عورتوں کی بیعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپ نے جن احکام شرعیہ کی پابندی کا معاہدہ اس بیعت میں لیا اس کے ساتھ ہی یہ کلمات بھی تلقین فرمائے **فیما استطعن و اطقن** یعنی ہم ان چیزوں کی پابندی کا عہد اسی حد تک کرتے ہیں جہاں تک ہماری استطاعت اور طاقت میں ہے۔

حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نقل کر کے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت ہم پر خود ہماری ذات سے بھی زیادہ تھی کہ ہم نے تو بلا کسی قید و شرط کے عہد کرنا چاہا تھا آپؐ نے اس شرط کی تلقین فرمادی کہ کسی اضطراری حالت میں خلاف ورزی ہو جائے تو عہد شکنی میں داخل نہ ہو۔ (مظہری)

روایات حدیث سے ثابت ہے کہ یہ بیعت نساء صرف اس واقعہ حدیبیہ کے بعد ہی نہیں بلکہ بار بار ہوتی رہی ہے یہاں تک کہ فتح مکہ کے روز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی بیعت سے فارغ ہونے کے بعد کوہِ صفا پر عورتوں سے بیعت لی اور پہاڑ کے دامن میں حضرت عمرؓ بن الخطاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو دہرا کر نیچے جمع ہونے والی عورتوں کو پہنچا رہے تھے جو اس بیعت میں شریک تھیں۔ اس وقت بیعت ہونے والی عورتوں میں ابوسفیان کی بیوی ہند بھی داخل تھیں جو شروع میں حیا کے سبب اپنے آپ کو چھپانا چاہتی تھیں پھر بیعت میں کچھ احکام کی تفصیل آئی تو بولنے اور دریافت کرنے پر مجبور ہو گئیں۔ کئی سوالات کیئے۔ یہ واقعہ تفصیل سے تفسیر مظہری میں مذکور ہے۔

## مردوں کی بیعت میں اجمال اور عورتوں کی بیعت میں تفصیل

مردوں سے جو بیعت لی گئی وہ عموماً اسلام اور جہاد پر لی گئی ہے۔ عملی احکام کی تفصیل اس میں نہیں ہے۔ بخلاف عورتوں کی بیعت کے کہ اس میں وہ تفصیل ہے جو آگے آرہی ہے۔ وجہ فرق کی یہ ہے کہ مردوں سے ایمان وطاعت کی بیعت لینے میں یہ سب احکام داخل تھے اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور عورتیں عموماً عقل وفہم میں مردوں سے کم ہوتی ہیں اس لئے ان کی بیعت میں تفصیل مناسب سمجھی گئی۔ یہ اس بیعت کے ساتھ مخصوص نہیں رہی مردوں سے بھی انھیں چیزوں کی بیعت لینا روایات حدیث میں ثابت ہے۔ (قرطبی)

اس کے علاوہ جن احکام کی پابندی کا عہد عورتوں سے لیا گیا عموماً عورتیں اس میں بے راہی اختیار کرنے کی عادی ہوتی ہیں اس لئے بھی خصوصیت سے ان کی بیعت میں مندرجہ ذیل تفصیل آئی۔ بات تو وہی ایمان کی اور شرک سے بچنے کی ہے جو عام مردانہ بیعتوں میں بھی آتی ہے۔ دوسری بات چوری نہ کرنا ہے۔ تیسری بات زنا سے بچنا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ بچوں کو قتل نہ کریں، پانچویں بات یہ ہے کہ وہ افتراء اور بہتان نہ باندھیں۔

چھٹی بات وہ ہے جو ایک عام ضابطہ کی صورت میں بتلائی گئی ہے کہ وہ کسی نیک کام میں آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گی۔

## ابان ابن صالح اور شعبی کی روایات

ابواسحٰق نے مغازی میں ابان بن صالح سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے ایک برتن میں ہاتھ ڈال دیتے تھے پھر اسی برتن میں عورت بھی ہاتھ ڈال دیتی تھی۔

شعبی کی ایک روایت منقول ہے کہ عورتوں سے بیعت لیتے وقت ایک چادر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھائی گئی آپ نے بس اسے ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

اکثر اکابر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق مرید سے کہتے ہیں داہنا ہاتھ پھیلائیے پھر بیعت لینے والا اس پر اپنا داہنا ہاتھ رکھتا اور عہد لیتا ہے۔

## عورتوں کی بیعت

**اما بیعة النساء فبان یاخذ الشیخ طرف ثوب واللتی تبائع طرفه الاخر** عورتوں کو بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارا پکڑے اور بیعت ہونے والی عورت دوسرا کنارا پکڑے۔ نوٹ: بیعت زبانی بھی جائز ہے۔ (القول الجمیل)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ سے بیعت لی

یہ فطری امر ہے کہ ایک خاندان کے لوگ اپنے خاندان کے جانے پہچانے آدمی پر بہ نسبت دوسروں کے زیادہ اعتماد کر سکتے ہیں اور یہ شخص ان کی پوری نفسیات سے واقف ہونے کی بناء پر ان کے جذبات وخیالات کی زیادہ رعایت کر سکتا ہے۔ اسی حکمت عملی پر مبنی تھا کہ بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں سے جب عہد لیا گیا تو ہر خاندان کے ایک ایک سردار کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔

اور اسی انتظامی مصلحت اور مکمل اطمینان وسکون کی رعایت اس وقت بھی کی گئی جبکہ قوم بنی اسرائیل پانی نہ ہونے کی وجہ سے سخت اضطراب میں تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحکم خداوندی اپنا عصا ایک پتھر پر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس پتھر سے بارہ چشمے بارہ خاندانوں کے لئے علیحدہ علیحدہ جاری کر دیئے۔

سورہ اعراف میں قرآن نے اللہ کے اس عظیم احسان کا اس طرح ذکر فرمایا ہے، ہم نے بانٹ دیئے ان کے بارہ خاندان بارہ جماعتوں کے لئے جدا جدا اور بارہ

کا عدد بھی کچھ عجیب خصوصیت اور مقبولیت رکھتا ہے۔ جس وقت انصار مدینہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کے لئے دعوت دینے حاضر ہوئے اور آپ نے ان سے بذریعہ بیعت معاہدہ لیا تو اس معاہدہ میں بھی انصار کے بارہ سرداروں نے ذمہ داری لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی ان میں تین سردار قبیلہ اوس کے اور نو قبیلہ خزرج کے تھے۔ (معارف القرآن)

## بیعت اور اس کے ثمرات

**لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا۔ وَمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا۔ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔**

تحقیق اللہ مسلمانوں سے جو آپ کے ہم سفر ہیں خوش ہوا۔ جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے جہاد میں ثابت قدم رہنے پر بیعت کر رہے تھے۔ اور ان کے دلوں میں جو کچھ اخلاص اور عہد کو پورا کرنے کا عزم تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب میں اطمینان پیدا کر دیا۔ جس سے ان کو خدا کا حکم ماننے میں ذرا پس و پیش یا تردد نہیں ہوا۔ یہ تو معنوی نعمتیں ہوئیں اور اس کے ساتھ کچھ مخصوص نعمتیں بھی دی گئیں جن میں معنوی نعمتیں بھی شامل تھیں۔ چنانچہ ان کو فتح بھی دیدی۔ مراد اس سے فتح خیبر ہے اور اس فتح میں بہت سی غنیمتیں بھی دیں جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے کہ اپنی قدرت و حکمت سے جس وقت جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے فتح دیدیتا ہے۔

اس سے مراد بیعت حدیبیہ ہے جس کا ذکر اس سے پہلے بھی آیت بیعت میں آچکا ہے۔ یہ آیت بھی اس سے متعلق ہے اور اسی کی تاکید ہے۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے اس آیت بیعت سے رضا کا اعلان فرمایا اس لئے اسے بیعت رضوان بھی کہا جاتا ہے۔

اور مقصود اس سے اس بیعت کے شرکاء سے شرکاء بیعت کی مدح اور ان کو اس عہد کے پورا کرنے کی تاکید ہے۔ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ہی ہماری تعداد چودہ سو نفر تھی۔ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انتم خیر اھل الارض یعنی تم تمام روئے زمین کے انسانوں سے بہتر ہو۔

صحیح مسلم میں ام بشیر رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ **لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ** یعنی جن لوگوں نے اس درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں کوئی جہنم میں نہیں جائے گا۔ اس بیعت کے شرکاء کی مثال شرکاء غزوۂ بدر کی سی ہے جیسا کہ ان کے متعلق قرآن و حدیث میں رضا الٰہی اور جنت کی بشارتیں ہیں اسی طرح شرکاء بیعت رضوان کے بارے میں بھی یہ بشارت آئی ہے۔ یہ بشارتیں اس بات پر شاہد ہیں کہ ان حضرات کا خاتمہ ایمان اور اعمال صالحہ مرضیہ پر ہوگا کیونکہ رضا الٰہی کا یہ اعلان اس کی ضمانت دیتا ہے۔

## بیعت شجرہ اور بیعت رضوان کی وجہ تسمیہ

بیعت شجرہ جس کا ذکر اس آیت میں آیا ہے ایک ببول کا درخت تھا اور مشہور یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ لوگ وہاں چل کر جاتے اور اس درخت کے نیچے نمازیں پڑھتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں آئندہ آنے والے جہلاء اس درخت کی پرستش نہ شروع کر دیں جس طرح پچھلی اُمتوں میں اس طرح کے واقعات ہوئے ہیں اس لئے اس درخت کو کٹوا دیا گیا۔

اس بیعت کی صورت یہ ہوئی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ بھیجا تھا تو کفار مکہ نے آپ کو وہاں ٹھیرالیا تھا جب بہت دیر ہوئی تو اندیشہ لاحق ہوا اور مزید صورتحال یہ لاحق ہوئی کہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ

علیہم اجمعین سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ میدان سے نہ ہٹیں گے۔ آخری سانس تک کفار مکہ سے مقابلہ کرنے پر بیعت لی۔ یہ معاہدہ انتہائی بے کسی اور بے بسی کے عالم میں ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کرلیا گیا۔ اس لئے یہ بیعت بیعت الشجرۃ کے نام سے موسوم ہوئی اور اس عظیم قربانی اور عظیم معاہدہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عنایات کا نزول ہوا اور اللہ کی جانب سے خوشنودی کا پروانہ دیا گیا۔ جیسا کہ قرآن میں سورہ فتح میں لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ والی آیت میں معلوم ہوا کہ اللہ خوش ہو گیا مسلمانوں اور اہل ایمان سے جبکہ وہ درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہو رہے تھے۔ رضوان کے معنی خوشنودی کے ہیں اس وجہ سے اس کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔

## بیعت اور اس کی برکات

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مفسر قرآن ہیں۔ آج ان کی تفسیر موجود ہے۔ یہ حضرت پیر نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے اور ان کے پاس مرید ہونے کیلئے آئے تو فرمایا اچھا مرید ہو جاؤ۔ حضرت جب ان کو مرید کرنا شروع کئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے کان میں سے کوئی چیز دھویں کے جیسی نکل رہی ہے وہ علم منطق کے بھی بڑے عالم تھے۔ اُنھوں نے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز نکل رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا منطق! تا کہ علم لدنی حاصل ہو اُنھوں نے کہا حضرت برسوں کی محنت کے بعد یہ علم حاصل کیا ہوں معلوم نہیں پھر آتا ہے یا نہیں۔ میں مرید نہیں ہوتا اس کو کھو کر مرید ہونا نہیں چاہتا۔ معاف کیجئے۔ حضرت نے فرمایا یہ آجائے گا پھر اُنھوں نے کہا حضرت! کیا معلوم یہ آئے گا یا نہیں یہ شک کی باتیں ہیں اس لئے واپس ہو گئے اور سوچنے لگے کہ شیطان جب سکرات کے وقت آئے گا تو کیا کروں گا اس وقت اس کا جواب کیسے دوں گا۔ وہ پریشانی کا وقت ہوگا سکرات کی

تکلیف الگ رہے گی ایسے وقت کیا کرسکوں گا اس لئے توحید پر سینکڑوں دلیلیں تیار کر کے رکھیں۔ جب ان کی زندگی کا آخری وقت آیا تو شیطان آیا اور توحید سے ہٹانے لگا تو آپ نے کہا ارے تو کیا ہٹائے گا میرے پاس ایسی ایسی دلیلیں ہیں۔ آپ دلیل دیتے رہے اور شیطان دلیلیں توڑتا گیا یہاں تک کہ ساری دلیلیں ختم ہوگئیں اب شیطان امام رازیؒ کا ایمان لینے کے درپے ہوگیا اس وقت وہ ڈرے کہ کہیں خاتمہ خراب نہ ہوجائے اس کی خبر کشف سے حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی آپ نے خیال فرمایا یہ میرا مرید نہ ہوا تو کیا ہوا میرے پاس تو آیا تھا اور اس وقت آپ وضو فرمارہے تھے لوٹا اُٹھا کر دیوار پر دے مارا اور فرمایا دلیل ہو یا بلا دلیل اب کہہ دیجئے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ امام رازیؒ کی زبان پر بھی یہی کلمہ توحید اور کلمہ اخلاص بلند ہوا اس طرح ان کا خاتمہ ایمان اور توحید پر ہوا۔ اسلئے خدا کے دوستوں سے ملتے رہئے ان سے تعارف پیدا کرتے رہئے۔ آخری وقت یہ بھی کام آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اہل اللہ کی برکات سے مستفید فرمائیں۔ (وعظ محدث دکن)

## حضرت نے اپنی بیعت کے بارے میں اس طرح لکھا ہے!

نوجوان کی طبیعت عجیب ہوگئی وہ دنیا کی کشمکش سے پریشان ہوگیا۔ پڑھنے سے طبیعت اچاٹ، کام کاج سے دل بیزار، کسی صورت قرار ہے نہ سکون اس کے دل میں دوسوال متمکن ہوگئے۔ (۱) کہاں جاؤں؟ (۲) کیا کروں؟ وہ کون ہے جو-آج سکون اور قرار کا متلاشی نہیں ہے۔ فلسفی، شاعر، متکلم، عالم، عام، خاص، سب ہی اس کے جویا نظر آتے ہیں۔ فلسفی سوالات میں غرق، شاعر خیالات میں گم، متکلم اصول میں محو اور عالم فروعات میں اُلجھا ہوا اور سب کے سب بے چین۔

پھر ایسی دنیا میں اس کا کیا حال ہو جو ابھی نوجوانی سے مست ہو۔ جس کے جذبات میں تصادم ہو جس کی نظر متضاد چیزوں پر پڑ رہی ہو۔ جب انسان ہر طرف

سے مایوس ہو جاتا ہے، تدابیر سے تھک جاتا ہے اپنی بے بسی اس پر ظاہر ہو جاتی ہے تو اس کی زبان سے کتنی بار بے اختیار طور پر نکل جاتا ہے "اللہ" کتنا پیارا نام، سکون نواز، کتنا قرار بخش، کتنا فیصل لفظ ہے۔ مہمل لفظ کا زبان سے نکالنا بھی بار معلوم ہوتا ہے استعمال تو الگ رہا۔ کہیں کتاب میں آجائے تو ناظر کی طبیعت ملول ہو جائے۔ مصنف پر داغ آجائے کسی مقرر کی زبان سے نکلے تو سامعین میں قہقہہ پڑ جائے اور مقرر کی حیثیت واضح ہو جائے۔ اب اس لفظ پر غور کرو جو کتاب کی زینت ہو۔ ناظر کے چشم کی راحت ہو، مقرر کے لئے برکت ہو، سامعین کے لئے رحمت ہو جو اتنا سہل کہ گہوارے کے بچے کی زبان پر چڑھ جائے جو طالب کی زبان و دل سے بے اختیار نکل جائے تو دل تو خیر دل ہی ہے ہر ہر بال اور رگ و ریشہ بھی پکار اُٹھے۔ ہائے کتنا سہل، کتنا لذیذ، کتنا پُر معنی ہے یہ لفظ بلکہ سراپا لفظ ہی کی یہ حالت ہے تو معنی؟ اسم ہی کی یہ حالت ہے تو مسمیٰ؟ اب کیا کرے اور یہ کہاں جائے یہ نوجوان؟ علم اہل علم ہی سے لیا جاتا ہے۔ ہنر صاحب ہنر ہی بتا سکتا ہے۔ فلسفہ فلسفی سے، منطق منطقی سے، کلام متکلم سے، حدیث محدث ہی سے مل سکتی ہے۔ نجاری نجار سے بید بافی بید باف سے، زرگری زرگر ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر معنی اہل معنی ہی سے ملیں گے اور اللہ اہل اللہ ہی سے۔

**نوجوان کو اہل اللہ کی تلاش ہے اور مولانا روم پہلے ہی آگاہ کر چکے ہیں:**

اے بسا ابلیس مردم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

اب اس کا مشاہدہ بھی ہونے لگا جدھر دیکھو نذرانوں کا بازار گرم ہے۔ غریبوں کا خون چوسا جا رہا ہے پھولوں کے گجرے منگائے جا رہے ہیں۔ مرغن دعوتیں واجب کر دی گئی ہیں۔ قیمتی عبائیں زیب تن ہیں۔ کتابوں اور شجروں کی فروخت سے جیب

گرم کیا جارہا ہے۔قدمبوسی رکن اول ہے۔زبان ہلانا بے ادبی ہے۔مرید ہونے تک راز کی باتیں سننے کی اجازت نہیں۔یہ سب کچھ لے کر آنے والوں کو جو بدل دیا جارہا ہے وہ ملاحظہ ہو۔میرا تصور کر گویا ہر جگہ میں ہوں۔جب بے چارہ کا تصور کچھ پختہ ہوگیا تو کہہ دیا گیا کہ میں ہی تو خدا ہوں دیکھتا نہیں کہ ہر جگہ موجود ہوں۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔یا کان الگ مانگا اور کہہ دیا میں خدا، تو خدا، روح خدا، رسول خدا اور سب کا سب (نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِکَ) یا کسی بے چارہ کو کوئی ذکر بتادیا، پہاڑ پر بٹھادیا بیوی بچوں سے جدا کر دیا اور فخر کرنے لگے اس پر کچھ آثار مرتب ہونے لگے اور کچھ روشنی نظر آنے لگی تو وہ سمجھ گیا کہ بس ہم نے دیکھ لیا اور مرشد نے بتادیا۔یا عمل تسخیر کر لیا اور بیوقوفوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا۔عجیب مرشدی ہے اور عجیب خرافات۔جس کی عقل سلیم ہو اس کے پاس ان خرافات کی حیثیت ظاہر ہے۔

گھومتے گھومتے آخر نوجوان کی رسائی ہو ہی گئی۔وہ ایک ہستی کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور یہاں سے اس پر سکون طاری ہوگیا۔زبان مبارک سے ارشادات جاری ہیں اس کے کانوں میں وہ آواز گونج رہی ہے جس سے پہلے وہ نا آشنا تھا اس کی عقل معطل نہیں روشن ہوتی جارہی ہے۔اس کا دل مسحور ہوتا جارہا ہے اور طبیعت مسرور۔ابھی بات تک کرنے کی نوبت نہیں آئی کہ بے چینی سکون سے بدل گئی۔بے قراری قرار کی صورت میں جلوہ گر ہوگئی۔کتنی پُراثر صحبت ہے سرور افزاء مسرت بخش۔

صحبت یک ساعت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

رسم ہو چڑھاوے چڑھائے جائیں، پیام وسلام مکمل ہو جائے بھی تو کیا دلہن کو دیکھنے کے لئے عقد ضروری ہے اور وہ بغیر قاضی کے ناممکن۔آخر وہ مبارک ومسعود گھڑی آہی گئی۔نوجوان کے ہاتھ قاضی صاحب کے مبارک ہاتھوں سے مل گئے اور

۲۶ / رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ شب شنبہ شب قدر نو بجے اس مبارک اور مسعود رسم کی تکمیل ہوگئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔ اثناء رسم میں قاضی صاحب اور نوجوان کی نظریں چار ہوئیں پھر خدا معلوم کیا ہوا۔ آخر میں قاضی صاحب نے نوجوان کے کان میں ایک بات پھونک دی۔ جس کے ساتھ ہی دلہن مقصود وجود کے ساتھ ساتھ دنیا و مافیھا کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ اب قاضی صاحب کو کیا کہیں اور کیا سمجھیں۔ یہ وہی مبارک ہستی ہے جس کا نام مبارک ہے محمد حسین۔ جن کا سلسلہ قادریہ اور چشتیہ ہے اور نوجوان کیلئے حضرت، پیر و مرشد بجائے رسول سب کچھ ہیں اور نوجوان سلسلہ قادریہ میں منسلک ہوگیا یہاں نہ جبہ ہے نہ عمامہ، نہ نذرانہ ہے نہ مجرا، کامل اختیار اور سننے کی عام اجازت! کتنی عظیم الشان اور فیاض ہستی ہے کیا دعا دیجئے سمجھ میں نہیں آتا۔

## مقصدِ بیعت

حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین دہلویؒ فرماتے ہیں اے سالکین طریق! سن لو بیعت کا مقصد یہ ہے کہ انسان غفلت اور معصیت سے نکل کر تقویٰ اور طاعت کی زندگی بسر کرنے لگے اور بیعت کیلئے ایسے عالم باعمل متقی کو منتخب کرے جو شیخ کامل کا تربیت یافتہ ہو اور اپنے مشائخ کی اتباع کرتا ہو، خود رائی میں مبتلا نہ ہو ورنہ بدعات کا راستہ کھل جائے گا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں مداہن اور متساہل نہ ہو اور طالب حال کیلئے جو چیزیں افضل اور سہل ہوں اس سے واقف ہو اور مرید کو چاہیئے کہ شیخ کے ہاتھ میں اس طرح رہے جس طرح مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے یعنی اس کی رائے میں اپنی رائے کا دخل نہ دے اور یہ اتباع کامل اسکے معاملہ روحانی اور اصلاح رذائل کے باب میں بتائی ہوئی تدابیر کے اندر ہے جس طرح جسمانی علاج میں ڈاکٹر و حکیم کی رائے میں مریض کو اتباع کامل کا مشورہ دیا جاتا ہے مگر یہ اتباع صرف علاج کی حد تک محدود رہتا ہے پس بعض اہل ظاہر کو اتباع شیخ کے

لفظ سے جو وحشت ہوتی ہے وہ مذکورہ تحقیق حضرت حکیم الأمتؒ سے رفع ہو جانی چاہئے۔ قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے شاگرد اور مرزا مظہر جان جاناںؒ کے خلیفہ ہیں اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں پس جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو نیک بخت بنائے یہ جو بیان گزرا تو ایمان، اسلام اور شریعت کی ظاہری صورت تھی باقی اس کا مغز اور حقیقت درویشوں کی خدمت میں تلاش کرنا چاہئے اور یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے کیونکہ ایسی بات زبان سے نکالنا جہالت بلکہ کفر ہے نیز آگے فرمایا پیغمبر ﷺ کے نور باطن کو بزرگوں کے سینے سے حاصل کرنا چاہئے اور اس نور سے اپنے سینے کو روشن کرنا چاہئے۔ (مقالہ مفیدہ)

## بیعت اور اس کی جزاء

**اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا.**

یعنی جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ دراصل اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے تو جو عہد شکنی کرتا ہے تو وہ اپنی ذات کے نقصان پر عہد توڑتا ہے اور جس نے اس کو پورا کیا اس بات کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب اللہ ان کو اجر عظیم عنایت فرمائے گا۔

## اقسام بیعت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ امر الٰہی میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈریں اور حق ہی بولیں سو ان میں سے بعض لوگ امراء اور سلاطین پر کھل کر بلا خوف رد و انکار کرتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ نوحہ نہیں کریں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بیعت فرماتے تھے، ہجرت پر، کبھی جہاد پر، کبھی ثبات معرکہ کفار پر، کبھی سنت کے تمسک پر، کبھی بدعت سے بچنے پر، کبھی عبادات کے حریص ہونے پر، کبھی سوال نہ کرنے پر، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی اس بات پر کہ لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگیں گے۔ چنانچہ ان بعض حضرات کا یہ حال تھا کہ ان کا کوڑا اگر جاتا تھا تو کسی کو اُٹھا کر دینے کا سوال ہی نہیں کرتے تھے اور کبھی تزکیہ پر اور کبھی امر بالمعروف پر اور کبھی نہی عن المنکر پر، کبھی اسلام لانے پر، کبھی تقویٰ کی رسی کو مضبوط تھامنے پر، الغرض بہت سے اُمور میں بیعت ثابت ہے اور بیعت کے مسنون ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کے بعد بوجہ اشتباہ بیعتِ خلافت سلف نے صحبت پر اکتفا فرمایا پھر خرقہ کی رسم بجائے بیعت جاری ہوئی۔ وہ رسم بیعت خلفاء میں نہ رہی تو صوفیاء نے اس مردہ سنت کو پھر زندہ کیا۔

## بیعت کو پورا کرنے کا مفہوم

صغائر پر اصرار نہ کرے۔ کبائر کو ترک کردے۔ طاعات پر جم جانے۔

## عہد شکنی کا مفہوم

صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا، کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہونا، طاعات کو اختیار نہ کرنا اور احکام کی تعمیل کے لئے مستعد نہ رہنا بیعت شکنی ہے۔

## بیعت کی اقسام ثلٰثہ

البیعة المتوارثه بین الصوفیه علی وجوه احدها بیعة التوبه من المعاصی والثانی بیعة التبرک فی سلسلة الصالحین بمنزله سلسلة

اسناد الحديث فان فيها بركة والثالث بيعة تاكد العزيمة على الشجر ولامر الله وترك مانهى عنه ظاهرا وباطنا و تعليق القلب بالله وهو الاصل.

بیعت جو صوفیاء کے درمیان متوارث ہے وہ کئی طریق پر ہے۔ پہلا طریق: توبہ ہے معاصی سے۔ دوسرا طریقہ: بیعت تبرک ہے یعنی بقصد برکت صالحین کے سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ سلسلہ اسناد حدیث ہے کہ اسمیں البتہ برکت ہے۔ تیسرا طریقہ: بیعت تاکد عزیمت یعنی امر الٰہی کی تعمیل کیلئے عزم مصمم اور منہیات سے بچنے کا عزم مصمم ظاہری و باطنی اعتبار سے ہے اور لگاؤ دل کا اللہ سے اور یہی تیسرا طریق اصل ہے۔ (القول الجمیل)

## بیعت کی ایک مشہور حدیث

عن عوف بن مالک الاشجعیؓ قال كنا عند النبی ﷺ تسعة اوثمانية او سبعة فقال الا تبايعون رسول الله ﷺ فبسطنا ايدينا فقلنا على مانبا يعك يارسول الله قال على ان تعبدوا الله ولاتشركوا به شيئا وتصلوا الصلوات الخمس و تسمعوا وتطيعوا (مسلم۔ابوداؤد)

حضرت عوفؓ فرماتے ہیں ہم لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے نو آدمی تھے یا آٹھ یا سات۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم اللہ کے رسولؐ سے بیعت نہیں کرتے۔ ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا کہ کس امر پر آپ سے بیعت کریں یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے فرمایا اِن اُمور پر کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو اور احکام سنو اور مانو۔

## عُرفاً بیعت کا مفہوم

شریعت کے ظاہری اور باطنی احکام و اعمال پر استقامت اور اہتمام کا معاہدہ بیعتِ طریقت کہلاتا ہے۔

## دو استدلال

(۱) حضرت عوف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں مخاطبین صحابہ ہیں اس لئے یہ بیعت اسلام یقیناً نہیں ہے کہ تحصیل حاصل لازم آتا ہے۔

اور مضمون بیعت سے ظاہر ہے کہ بیعت جہاد بھی نہیں۔ بلکہ الفاظ کی دلالت سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ التزام و اہتمام اعمال کے لئے ہے۔ پس اس روایت میں بیعت کا صحیح اثبات موجود ہے اور اس کے سنت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اس کے راستہ میں تا کہ تم فلاح پاؤ۔

شاہ عبدالرحیم صاحب دہلویؒ نے بھی مشروعیت بیعت کے سلسلہ میں اس آیت سے استدلال کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلہ ایمان مراد لیں اس واسطے کہ خطاب اہل ایمان سے ہے اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔ اسی طرح جہاد بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ بھی تقویٰ میں داخل ہے۔ پس متعین ہوا کہ وسیلہ سے مراد ارادت اور مرشد سے بیعت ہے پھر اس کے بعد مجاہدہ ریاضت ہے۔ ذکر و فکر میں تا کہ فلاح حاصل ہو۔ یہ عبارت ہے وصول ذات پاک سے۔ واللہ اعلم۔ (شفاء العلیل)

## بیعت اور مزاج کی مناسبت

حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ شیخ کے انتخاب میں جلدی نہ کی جائے بلکہ پہلے ان سے ربط و تعلق قائم کر کے مناسبت دیکھ لی جائے اور یہ معلوم کرلیا جائے کہ مزاج و طبیعت کی ہم آہنگی ہوسکے گی یا نہیں۔ جب اس حیثیت

سے اطمینان ہو جائے تو بیعت کرے اس سے انشاء اللہ نفع ہوگا۔ حضرت تھانویؒ کا یہی اصول تھا جب تک آپ کی طبیعت سے کسی کو مناسبت نہ ہو جاتی اس وقت تک سلسلہ بیعت میں داخل نہیں فرماتے تھے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب ڈاکٹر کسی مریض اور کمزور پر خون چڑھاتا ہے تو ہر دو خون میں مناسبت دیکھ لیتا ہے۔ اسلئے کہ وہ جانتا ہے اگر دونوں خون میں مناسبت نہیں ہوگی تو جسے خون چڑھایا جاتا ہے اس کیلئے ضرر و نقصان کا باعث ہوگا بلکہ زندگی بھی خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔ سوچئے جب جسمانی زندگی کیلئے مناسبت ضروری ہے تو کیا روحانی زندگی کیلئے مناسبت کی ضرورت نہیں ہوگی؟ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اس زندگی کیلئے پہلی زندگی سے کہیں زیادہ مناسبت کی ضرورت ہے۔ اسلئے ایک طالب علم حق کو لازمی طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا

مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یا رب
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگ در پہ مرنا

مرا ہر خطا پہ رونا یہی ہے مری تلافی
تری رحمتوں کا صدقہ مرا جرم عفو کرنا

کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

**ارشاد والد ماجد علیہ الرحمۃ...... شادی کا ہنگامہ: بیعت کی کشمکش**

دنیا میں شادی کا ہنگامہ اور دین میں "بیعت" کی کشمکش ان دونوں میں ایک خاص تعلق محسوس ہوتا ہے۔ انتخاب کا مسئلہ دونوں مقامات میں مشترک اور اہم ہے۔

شائد آپ کو یاد ہو کہ دنیوی انتخاب میں دین، دولت اور حسن کی جامعیت کو معیار کمال رکھا گیا ہے اور اس کی تفصیلات بھی آپ کے ذہن میں ہوں گی اسی طرح دینی انتخاب میں "حالات"، "اوقات" اور "برکات" کو معیار کمال قرار دینا چاہیئے۔

حالات تعلیم کیسی ہے؟ کتاب وسنت سے کس قدر قربت ہے؟ اصول وفروع میں کتاب وسنت پر عمل اور پابندی کا کیا حال ہے؟ اخلاق وعادات میں رسول خدا ﷺ سے کتنے قریب ہیں؟ سند کس سلسلہ سے پائی ہے اس سلسلہ کے تازہ سند یافتہ اصحاب کا کیا حال ہے؟ اور قریبی بزرگوں کے کیا حالات تھے؟ سند باضابطہ تکمیل تعلیم وتربیت کے بعد ملی ہے یا خاندانی؟

اوقات رات دن کیسے گزرتے ہیں اوقات قابو میں ہیں یا بے قابو؟ ابن الوقت ہیں یا ابوالوقت۔ یعنی وقت ملتا ہے تو ذکر وفکر میں مشغول رہتے ہیں یا مشغول رہنا چاہیں تو وقت مل جاتا ہے؟ فرائض بروقت ادا کرنے کا کتنا احساس ہے؟ تبلیغ حق کا خاص نظام العمل ہے یا نہیں؟ سحر خیزی کا کیا عالم ہے؟ ہر شعبہ پر عرفان چھایا ہوا ہے یا نہیں؟

برکات اس معیار کو اگرچہ تیسرے نمبر پر ذکر کیا جارہا ہے لیکن طالب کیلئے مقدم ہے اس معیار پر دیکھا جائے کہ اس سلسلہ کی عام برکات کا کیا حال ہے؟ سلسلہ میں شامل شدہ لوگوں کے حالات و واقعات کیا ہیں۔ خصوصیت سے شیخ وقت کی برکات کا کیا عالم ہے؟ سند یافتہ بھی ہیں یا نہیں؟ اس سلسلہ میں تربیت جلد ہوتی ہے یا بہ دیر؟ محبت میں آثار کا کیا عالم ہے؟......بس ایک صاف معیار آپ کے سامنے ہے اس پر آپ ہی فیصلہ کر ڈالئے۔ ہاں ایک اہم اور ضروری بات یاد رکھی جائے کہ حصول فیض میں اصل چیز شیخ سے اپنی مناسبت ہے اور جب دو پھول ایک ہی رنگ و بو کے ہوں تو بہ لحاظ (ماضی، حال، مستقبل) قریب ترین پھول کو اُٹھا لیجئے۔

اور اس بات کو بھی نہ بھولیں کہ اصل چیز تعلیم وتربیت ہے اور تعلیم وتربیت کیلئے بیعت شرط ومقدم نہیں۔ پرخلوص محبت کافی ہے۔ محبت مسلسل رہے تو چھپانے والا

بھی بظاہر چھپانے کی باتیں اُگل دیتا ہے تجربہ کرلیا جائے اور یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ تدریجی ترقی پائیدار اور فطری ہوگی۔ خدائے تعالیٰ ہمیں اس کام کے لئے خاص کرلے جس کے لئے ہمیں پیدا کیا ہے۔

## چند جزئیات بیعت کے بارے میں

۱۔ اگر مرشد خلاف شرع اُمور کا مرتکب ہو تو دوسرے مرشد سے بیعت ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ مرشد بدعات میں مبتلا ہو تو دوسرے مرشد سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۳۔ اگر مرشد کا انتقال ہوگیا ہو تو دوسرے مرشد سے رابطہ قائم کرنے اور بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۴۔ اگر مرشد سے غائب ہو اور اتنا دور ہو کہ ملاقات کی توقع باقی نہ رہے تو دوسرے مرشد سے بیعت ہونے میں مضائقہ نہیں۔

۵۔ اصل مقصود حق کی رضا ہے اور اس کیلئے راہِ حق پر چلنا ہے۔ اگر بعد کوشش بسیار اور مقدور بھر مجاہدے کے بھی اگر اس راہ کی رکاوٹیں دور نہیں ہو رہی ہیں تو بھی دوسرے مرشد سے ربط قائم کرنے میں مضائقہ نہیں کہ مقصود تلاش حق ہے نہ کہ غیر

۶۔ ہاں یہ بات ضرور یاد رکھے کہ بلا کسی عذرِ معقول کے ایک مرشد کو چھوڑ کر دوسرے سے اور دوسرے کو چھوڑ کر تیسرے سے اس طرح بیعت ہوتے رہنا مقصود میں رکاوٹ بنتا ہے۔ طالب کی اس میں بڑی لاپرواہی اور اس کی بیحد بے توجہی کی علامت ہے۔ مرید کا اس طرح لاپرواہ رہنا برکات کو کھوتا ہے۔ اسلئے صوفیاء کرام اک در گیر، محکم گیر اور توحید مطلب کی اصطلاح بھی سمجھاتے ہیں۔

## ۸۔ چھوٹے بچوں کو بیعت کرانا۔

بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن ہشام کو ان کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں تھیں اور عرض کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیعت کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ بچہ ہے پھر آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کیلئے دعا فرمائی اب بھی بزرگوں کا اصل معمول یہی ہے۔ (کہ بچوں کو بیعت کرنے میں عذر فرما دیتے ہیں اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ بیعت احکام لازمہ کا التزام ہے اور چھوٹوں پر احکام التزام سے بھی لازم نہیں ہوتے تو بیعت کی حقیقت وہاں متحقق نہیں ہو سکتی اور بعض اوقات جو ایسا کرتے ہیں وہ برکت کے لئے محض صورت بیعت ہے۔ (شریعت وطریقت)

## ۹۔ کئی کئی مرشدوں سے بیعت ہونا

اگر شیخ کی خدمت میں خوش اعتقادی کے ساتھ ایک معتد بہ مدت تک رہا مگر اس کی صحبت میں کچھ تاثیر نہ پائی تو دوسری جگہ اپنا مقصود تلاش کرے کیونکہ مقصود خدا ہے نہ کہ شیخ۔ لیکن شیخ اول سے بد اعتقاد نہ ہو۔ ممکن ہے وہ کامل ہو مگر اس کا حصہ وہاں نہ تھا اسی طرح اگر شیخ کا انتقال قبل حصول مقصود کے ہو جائے یا ملاقات کی اُمید نہ ہو جب بھی دوسری جگہ تلاش کر لے۔

۱۰۔ یہ خیال نہ کرے کہ قبر سے فیض لینا کافی ہے۔ دوسرے شیخ کی کیا ضرورت ہے کیونکہ قبر سے فیض تعلیم نہیں ہو سکتا البتہ صاحب نسبت کے احوال کو ترقی ہو سکتی ہے۔ سو یہ شخص تو ابھی محتاج تعلیم ہے ورنہ کسی کو بھی بیعت کی ضرورت نہ ہوتی لاکھوں قبریں کاملین کی بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی موجود ہیں۔ (تعلیم الدین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ہمارے قادری، چشتی، کمال اللّٰہی سلسلے اور ان کے علمی اشارات

ہزار شکر خداوند قدوس کا جس نے اپنے فضل خاص سے اور کرم بے انتہا سے ہمیں علم دین و نعمت اسلام سے آگہی بخشی۔ اسرار شریعت و طریقت اور حقائق و معارف سے سرفراز فرمایا۔

بے شمار درود و سلام ہوں نبی امی حضرت محمد ﷺ پر جنھوں نے مخلوق و خالق کے فرق کو سمجھایا، ان کی صفات سے روشناس فرمایا اور انسان کو معراج کمال پر پہنچایا۔

ہزاروں خدا کی رحمتیں ہوں ان بزرگان دین اور شیوخ طریقت پر جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ان علوم قرآنی کی تحصیل کا ذریعہ بنایا۔

بے پایاں برکتیں ہوں اُن عارفین اور پاکیزہ نفوس پر جن کے واسطے سے علم احسان و عرفان کی دولت نصیب ہوئی۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم ان حقوق کو ادا نہ کریں جو ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ جہاں ان اللہ والوں کے نقش قدم پر چلنا، ان کے حال و قال کو اختیار کرنے کی کوشش کرنا بیحد ضروری ہے، وہیں انھیں دعوات صالحات میں یاد رکھنا بھی از حد ضروری ہے۔

منسلکہ سلسلہ سے واقفیت اور اس کی ضرورت و اہمیت شدت سے محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طباعت کا موقع عطاء فرمایا۔ ساتھ ہی ساتھ آخر میں معمولاتِ غلام کو بھی شریک کیا گیا ہے تا کہ ہر طالب و سالک ان معمولات کو اپنا معمول بنائے اور سعادت دنیوی و اُخروی سے مالا مال ہو اور ہمہ جہتی طور پر اس کی زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں بسر ہو۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَ آخِرًا

فقیر الی اللہ

شاہ محمد کمال الرحمٰن عفی عنہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هذه الشجرة طيبة اصلها

ثابت وفرعها فی

السماء

الم کھیعص حمعسق

طه یسین

لا اله الا الله محمد رسول الله

چار نفی چار اثبات کے بعد شئے کی مخلوقیت ثابت

والله خالق کل شئی

حقیقت شئی معلوم الله الا یعلم من خلق وهو

اللطیف الخبیر

هو الخلاق العلیم

وهو بکل شئی علیم

ربط حق بخلق غیریت هل من خالق غیر الله

حاصل بحکم لیس کمثله شئی سبحان الله

الله نور السموات والارض

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب

نحق اقرب الیه من حبل الورید

وهو معکم اینما کنتم

وکان الله بکل شئی محیطا

اینما تولوا فثم وجه الله

هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بکل شئی علیم

حاصل . باعتبار وما انا من المشركين. الحمد لله
نتيجه. يا ايتها النفس المطمئنة ارجعى الى ربک
راضية مرضية
فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی
فقر. یا ایها الناس انتم الفقراء الى الله والله
هو الغنى الحميد
امانت. انا عرضنا الامانة على السموات والارض
والجبال فابين
ان يحملنا واشفقن منها وحملها الانسان انه كان
ظلوما حهولا
خلافت. وجعلناک خليفة فى الارض
ولايت. الا ان اولياء الله لاخوف عليهم ولاهم يحزنون
نتيجه قرب. فاما كان من المقربين فروح وريحان وجنت نعيم
الحمد لله الذى اختار من عباده بخدمت الفقراء
وجعلهم من جملة الاحباء والاصفياء وشرفهم على الفضلاء
والصلوة والسلام على سيدنا و حبيبنا
محمد واله واصحابه الكرام الى يوم الدين يوم
يظهر الحق واليقين اما بعد
فهذه سلسلتى من مشائخى فى طريقة
الچشتى القادرى النقشبندى السهروردى
رضوان الله عليهم اجمعين
برحمتک يا ارحم الراحمين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ہدایات و معمولات

## برائے مریدین و معتقدین

مرتبہ

سلسلہ قادریہ چشتیہ کمالیہ کے چشم و چراغ

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے دو اہم اجزاء الوہیت الٰہیہ اور رسالت محمدیہ کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔

۲۔ اکل حلال، صدق مقال کو اپنا اصول بنا لیجئے۔

۳۔ فرائض و ارکان اسلام کی تعمیل میں لگے رہیئے۔

۴۔ استعانت کے طریقوں یعنی دعا، توبہ، توکل، صبر، شکر کو اپنا خصوصی حال بنا لیجئے۔

۵۔ کھانے پینے، سونے جاگنے، تجارت و زراعت، شادی، غمی، پیدائش و جنازہ، زندگی کے ہر شعبہ میں سنتوں میں غرق رہیئے۔

۶۔ اشراق ۴ رکعت، چاشت ۸ رکعت، اوابین ۶ رکعت، تہجد ۱۲ رکعت۔ ان نوافل کو مقدور بھر ادا کیجئے۔

۷۔ ہر ماہ ۱۳ر، ۱۴ر، ۱۵ر کو، محرم کی ۹ر، ۱۰ر کو، شعبان کی ۱۵ر کو، ہر پیر و جمعرات کو جب موقع ملے روزے رکھ لیجئے۔

۸۔ روزانہ قرآن کا ایک پارہ، سورۂ یٰسین، سورہ مزمل اور رات میں سورہ واقعہ، جمعہ کو سورہ کہف اور مناجات مقبول اور دلائل الخیرات کی ایک ایک منزل پڑھیے۔

۹۔ ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ اور صبح و شام سوم کلمہ، استغفار کی ایک تسبیح اور درود شریف اوسطاً پانچ سو مرتبہ پڑھ لیا کریں۔

۱۰۔ اللہ کے خالق و مالک ہونے کا استحضار، فعال مطلق ہونے کا شعور اور صفات کمالیہ سے متصف ہونے کا یقین رکھیے۔

۱۱۔ مولانا محمد حسینؒ ناظم ونپرتی کا رسالہ کلمہ طیبہ حرز جان بنا لیجئے۔ مولانا زکریاؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے اور تبلیغی جدو جہد میں لگے رہئے۔ ڈاکٹر میر ولی الدینؒ کی کتابیں پڑھیے۔ بالخصوص قرآن و تصوف، قرآن اور تعمیر سیرت وغیرہ کتابیں مطالعہ میں رکھیے۔

۱۲۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور صحبت اہل اللہ کے ذریعہ تعلق مع اللہ کو مضبوط کیجئے

۱۳۔ استغفار اور درود طاق عدد میں پڑھ کر ۱۲ تسبیح کا ذکر کیجئے۔

نور میں ڈوب کر جس طرح مچھلی پانی میں!

| | | |
|---|---|---|
| **لا اله الا الله** | ۲۰۰ مرتبہ | (غیر اللہ کے خالق و مالک ہونے کی نفی کرتے ہوئے) |
| **الا الله** | ۴۰۰ مرتبہ | (اللہ ہی کے فاعل حقیقی اور حاکم ہونے کا تصور رکھ کر) |
| **الله الله** | ۶۰۰ مرتبہ | (اللہ ہی کے موصوف بہ صفات کمال ہونے کے شعور کے ساتھ) |
| **الله** | ۱۰۰ مرتبہ | (اللہ ہی کے موجود بالذات ہونے کو سمجھ کر) |
| **یا حی یا قیوم** | ۱۰۰ مرتبہ | (حق تعالیٰ کی وجودی تجلیات کے ساتھ) |

ہر سو پر کلمہ مکمل پڑھئے درود پڑھئے پھر دعا کریں۔ بالخصوص یہ دعا پڑھئے۔

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ وَحَرِّقْ قَلْبِیْ بِنَارِ عِشْقِکَ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا نُوْرًا وَّنُوْرَانِیًا. اَللّٰھُمَّ اَعْطِنَا سَعَادَةَ الدَّارَیْنِ وَحُسْنَ الْخَاتِمَةِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مُسْتَجَابَ الدَّعْوَاتِ. وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی عِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ بِرَحْمَتِکَ یَاارْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

نوٹ:۔ تفصیلی تفہیم اور عرفانی حقائق اور حصول فیض کیلئے بزرگوں سے ربط رکھئے۔ اللہ توفیق دے۔ آمین

## بیعت کرنے کا طریقہ

پہلے مرشد خطبہ مسنونہ پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَبِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَآمَنْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَبِمَاجَآءَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلٰی مُرَادِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَتَبَرَّاْتُ مِنْ جَمِیْعِ الْاَدْیَانِ وَجَمِیْعِ الْعِصْیَانِ وَاَسْلَمْتُ الْاٰنَ وَاَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بِوَاسِطَةِ خُلَفَآءِہٖ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ

وَصَوْمِ رَمْضَانٍ وَّحَجِّ الْبَيْتِ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا.

بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَةِ خُلَفَاءِ عَلٰى اَنْ لَّا اُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا اسرق ولا ازن ولا اقتل وَلَا اٰتِى بِبُهْتَانٍ اِفْتَرِيْتُهٗ بَيْنَ يَدَىَّ وَرِجْلَىَّ وَلَا اَعْصِيْهِ فِىْ مَعْرُوْفٍ.

پھر یہ دو آیتیں پڑھے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا.

## طریقہ بیعت اور دعا

تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور مغفرت اسی سے چاہتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اللہ کی۔ اپنے نفس کے شرور اور اعمال کی بُرائیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اس نے گمراہ کیا اس کو کوئی راہ بتلانے والا نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں اس کی کہ کوئی معبودِ برحق نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ اللہ ان پر اور ان کی آل واصحاب پر رحمت و برکت اور سلامتی عنایت فرمائے۔

ایمان لایا میں اللہ پر اور جو اللہ کے پاس سے آیا اللہ کی مراد پر اور ایمان لایا میں اللہ کے رسول پر اور جو رسول کے پاس سے آیا رسول اللہ ﷺ کی مراد پر۔ اور بیزار ہوا میں سب دینوں سے سوائے اسلام کے اور بیزار ہوا سب گناہوں سے اور اب میں اسلام لایا یعنی اسلام کو تازہ کیا اور کہتا ہوں میں کہ گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوائے

کوئی معبودِ برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر مرشد کہے مرید سے کہ میں نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے ان کے خلفاء کے واسطے پانچ چیزوں پر۔ (۱) شہادتین پر (۲) نماز کے قائم کرنے پر (۳) زکوٰۃ دینے پر (۴) رمضان کے روزے رکھنے پر اور (۵) بیت اللہ کے حج پر۔

پھر مرشد کہے مرید سے کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ کی آپ کے خلفاء کے واسطے سے اِن اُمور پر کہ شریک نہ کروں گا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو اور چوری نہ کروں گا، زنا نہ کروں گا، قتل نہ کروں گا اور بہتان کو نہ لاؤں گا اپنے دونوں ہاتھ اور پاؤں کے درمیان سے اس کو افتراء کر کے اور رسول کی نافرمانی نہ کروں گا۔

پھر اگر کوئی یوں کہے تو مضائقہ نہیں کہ میں نے اختیار کیا طریقہ قادریہ کو یا چشتیہ یا نقشبندیہ کو یا سہروردیہ کو۔

پھر دعا کرے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنا وَلَکُمْ وَنَفعْنَا وَاِیَّاکُمْ وَارْزُقْنَا فُتُوْحَھَا وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ اَوْلِیَاءِ ھَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اور تمہارے لئے برکت دے اور ہمیں اور تمہیں نفع پہنچائے اور ان طریقوں کے فتوح عطاء فرمائے اور اس طریقہ کے دوستوں کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین۔ یارب العالمین۔ برحمتک یاارحم الراحمین

نوٹ:- اپنے پیر و مرشد والد ماجد حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس طریقے سے حلقہ ارادت میں داخل فرماتے تھے، اس کو ہزاروں لوگ جانتے ہیں اور حضرت کے جن مجازین کے ہاتھ پر لوگ بیعت ہوتے ہیں اس سے بھی بے شمار لوگ واقف ہیں اس لئے بھی مزید تفصیل نہیں لکھی گئی۔

روحانی سلسلوں سے نسبت

# تحدیث نعمت

روح اپنی معدن انوار ہے
قلب اپنا علم سے سرشار ہے

فضل حق سے قادری ہوں اس لئے
ہاتھ میں توحید کی تلوار ہے

شکر مولیٰ ہے کہ میں چشتی بھی ہوں
دل میں اُلفت اور زباں پر پیار ہے

نقشبندی ہوں بفیضِ مصطفیٰ
اسلئے سب سنتوں سے پیار ہے

اور بفضل رب سہروردی بھی ہوں
اس لئے دنیا سے دل بیزار ہے

ہوں کمالیہ بفیض اولیاء
آنکھ میں موجود کا دیدار ہے

اور حسنی اور حسینی بھی ہوں میں
دل مرا قرآن سے سرشار ہے

نسبتیں حاصل بہت سی ہیں غلام
زندگی گزار ہی گلزار ہے

# حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن قاسمی صاحب دامت برکاتہم

# کی دیگر مطبوعہ کتابیں

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
- حالات اور تعلیمات محبوب سبحانیؒ
- زندگی میں غم کیوں؟ مصائب کیوں؟ علاج کیا؟
- نجات اور درجات کا راستہ
- سورۃ الکوثر کا پیغام امت مسلمہ کے نام
- ملفوظات۔ حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ
- تقلید کیا اور کیوں
- مختصر حالات مچھلی والے شاہ صاحبؒ
- معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ایمان، اجمال، تفصیل، تحقیق
- تلاوت قرآن آداب وفضائل
- نغمہائے نورانی (۱)(۲)(۳)
- دعائیں کس طرح قبول ہوتی ہیں
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
- تابدار نقوش
- آئینہ غلام
- استعانت کے طریقے
- تبرکاتِ حرمین
- شفاعت - مفہوم، اقسام و درجات
- احوال دل
- ایمان واحسان
- بیعت
- تفسیر سورۃ الفاتحہ
- ھدایت اور راہ اوسط
- طریقہ صلوٰۃ وسلام
- سیر انفس
- کلام غلام
- دینی باتاں منظوم
- دواہم مدارج
- مجاہدہ
- خوف الٰہی
- زکوٰۃ
- قربانی
- مکاتیب عرفانی
- پہلا درس بخاری
- ولایت
- درمانِ حرمین
- فیوض ونقوش
- سرزمین دکن میں
- کلمہ طیبہ
- سورۃ الاخلاص
- خودشناسی وحق شناسی
- سیدھا راستہ
- جنت
- دو برکت والی راتیں
- عکس جمال نعتیہ کلام
- الشجرۃ العالیہ
- شیطان سے جنگ
- دعوت وتبلیغ
- سکونِ دل
- مکتوبات غلام
- خدا کی پہچان
- دیدہ ودل
- علم اور اہل علم
- افکار سالک
- تین اللہ والے
- اِدراکات - منظوم کلام